قرآن اور جدید سائنس

پرویز ھاشمی

کیا ہمیں اس حقیقت کا ادراک حاصل ہے کہ جدید سائنس نے اب اس دور میں بے شمار ایسی حقیقتوں کا سراغ لگایا ہے جن کے واضح اشارات قرآن حکیم میں چودہ سو سال سے موجود ہیں۔ مثلاً

☆ ... آسمان اور زمین یعنی تمام کائنات کا شروع میں باہم ملے ہونا اور بعد میں جدا جدا ہو جانا۔ (انبیاء ۲۱۔ آیت ۳۰)

نزولِ قرآن کے وقت اس کا تصور تک موجود نہ تھا۔ یہ حقیقت تو بیسویں صدی میں بڑی بڑی دُور بینوں کی ایجاد کے بعد معلوم ہوئی ہے۔

☆ ... آسمان و زمین یعنی تمام کائنات کا دھوئیں سے وجود میں آنا (حم السجدہ ۴۱-آیت ۱۱)

یہ حقیقت بھی بیسویں صدی کے شروع میں واضح ہوئی کہ اس کائنات کی تخلیق سے پہلے ایک دھماکہ ہوا (Big Bang Theory) جس سے سارے ستارے اور گلیکسیاں وجود میں آئیں۔ پھر ایک وقت میں کائنات میں دھواں یا اس جیسی گرد موجود تھی۔ اب بھی یہ دھواں کائنات میں موجود ہے جس سے تخلیق کا عمل جاری ہے۔ ابنِ رُشد جسے یورپین Amoros کے نام سے پکارتے ہیں' ایک مسلمان محقق' فلسفی اور علمِ فلکیات کا ماہر تھا۔ یورپین اسے سائنس کا استادِ اعظم مانتے ہیں۔ وہ بارہویں صدی میں پیدا ہوا۔ اس کی کتابیں عرصۂ دراز تک یورپ کی یونیورسٹیوں میں پڑھائی جاتی رہیں۔ یہی وہ سائنس دان تھا جس نے سب سے پہلے سورج پر دھبّے دریافت کئے۔ اس کی سمجھ میں یہ بات اس وقت بالکل نہ آئی کہ کائنات دھوئیں سے بن سکتی ہے۔ چونکہ وہ اپنے آپ کو فلکیات پر اتھارٹی سمجھتا تھا لہٰذا اس نے اس قرآنی آیت کے متعلق شک کیا اور مذہب اور سائنس کو دو علیحدہ علیحدہ چیزیں قرار دیا۔ حالانکہ بیسویں صدی کے شروع میں جب بڑی بڑی دور بینیں ایجاد ہوئیں تو انسانی مشاہدہ نے قرآن حکیم کی اس آیت کا سچ ہونا ثابت کر دکھایا۔

☆ ... ستاروں کا بڑی بڑی اشیاء ہونا (الحجر ۱۵-آیت ۱۶)

نزولِ قرآن کے وقت ان ستاروں کا بڑے بڑے ہونا سمجھ سے باہر تھا۔ ارسطو اور دوسرے مفکر انہیں چھوٹا چھوٹا اور آسمان میں پیوست سمجھتے تھے۔ مگر قرآن حکیم نے بتایا کہ یہ بڑی بڑی اشیاء ہیں اور معلّق ہیں جس کا مشاہدہ انسان نے بیسویں صدی میں پہنچ کر کیا۔

☆ ... سورج کا بھی خلا میں متحرک ہونا (یٰسٓ ۳۶-آیت ۳۷)

حالانکہ کچھ صدیوں پہلے تک لوگ سورج کو آسمان میں ساکن تصور کرتے تھے حتیٰ کہ کوپر نیکس (Copernicus) نے بھی Theory of Revolving Earth سورج کو ساکن سمجھتے ہوئے بنائی اور دو سو سال تک سائنس دان بھی اسے صحیح سمجھتے رہے حالانکہ قرآن حکیم نے اس تھیوری سے بارہ سو سال پہلے ہی بتا دیا تھا کہ سورج ساکن نہیں بلکہ وہ بھی حرکت کر رہا ہے۔

☆ ... کائنات میں ہر شے کا متحرک ہونا (سورۃ انبیاء ۲۱-آیت ۳۳)

حالانکہ نزولِ قرآن کے وقت دوسری صدی کے مفکر بطلیموس کا نظریہ تسلیم کیا جاتا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ زمین مرکزِ عالم ہے اور سورج اور چاند اس کے گرد گردش کر رہے ہیں۔ آسمان کی اونچائی کچھ زیادہ نہیں' یہ ستونوں پر قائم ہے اور ستارے جو کہ بہت چھوٹی چھوٹی اشیاء ہیں اس میں پیوست ہیں۔

اس کے نظریات بائبل میں موجود تخلیق کے اشاروں سے بہت ملتے جلتے تھے' جس کے مطابق زمین مرکزِ عالم ہے۔ یہ چپٹی ہے اور اس کے کنارے ہیں۔ اسی طرح آسمان کے بھی کنارے ہیں اور یہ ستونوں پر ٹِکا ہوا ہے۔ آسمان کے اوپر پانی ہی پانی ہے اور خدا کی روح اس پانی کے اوپر حرکت کرتی ہے۔ ان نظریات کے خلاف جب بھی کوئی سائنس دان اپنے علم اور مشاہدے کی بنیاد پر آواز اٹھاتا تھا تو اسے کافر' بدعتی اور گنہگار قرار دے کر سخت ترین سزائیں دی جاتی تھیں۔ ظاہر ہے انسان اپنے تجربے اور مشاہدے کے خلاف کوئی بات' کوئی نظریہ اور کوئی عقیدہ تسلیم کر ہی نہیں سکتا' لہٰذا اسی سبب سے اہلِ علم مذہب سے باغی ہو گئے۔

ہمارے ہاں کا تعلیم یافتہ طبقہ چونکہ ذہنی طور پر انہی کے پیچھے چلتا ہے لہٰذا یورپینوں کی تقلید میں ہم نے بھی مذہب سے باغیانہ روش اختیار کر لی اور مذہب اور سائنس کو

علیحدہ علیحدہ تصوّر کر لیا۔ اور یہ زحمت گوارا نہ کی کہ براہِ راست قرآن کا مطالعہ کریں کہ وہ ان نظریات کے بارے میں کیا کہتا ہے۔ ہم نے یہ سمجھ لیا کہ یہ صرف کچھ مذہبی لوگوں کے پڑھنے پڑھانے کی چیز ہے اور بدقسمتی سے ہمارے ORTHODOX مذہبی طبقات کو چونکہ جدید تعلیم اور قرآن حکیم پر غور و فکر اور تدبّر سے کوئی سروکار نہ تھا لہٰذا ہم لوگوں تک یہ بات پہنچ ہی نہ سکی کہ قرآن حکیم کے بیانات نہ صرف جدید سائنس کے عین مطابق ہیں بلکہ محققین کی آئندہ تحقیق کے لئے بھی اس میں Guidance موجود ہے۔

☆ ... کائنات کی ہر شے کا ایک وقتِ مقرّرہ تک چلنا

(حوالہ جات) سورۂ رعد ۱۳ ۔ آیت ۲' لقمان ۳۱ ۔ آیت ۲۹' فاطر ۳۵ ۔ آیت ۱۳' زمر ۳۹ ۔ آیت ۵

اس علم تک انسان کی رسائی برسوں کی تحقیق کے بعد اب ممکن ہوئی ہے کہ کائنات میں موجود ہر شے کی ایک عمر ہے' چاہے وہ سورج ہو یا کوئی اور ستارہ یا کوئی اور گلیکسی' ایک وقتِ مقررہ تک چل کر اسے بالآخر نابود ہو جانا ہے۔

☆ ... انسانوں کی طرح نباتات میں بھی جوڑے ہونا (Male and Female)

(یٰسٓ ۳۶ ۔ آیت ۳۶)

اس دور میں تو یہ علم عام ہے' مگر نزولِ قرآن کے وقت یہ حقیقت کسی کو معلوم نہ تھی۔

☆ ... حضرت موسیٰؑ والے فرعون MERNEPATH (Son of Rame-ses II) کی لاش نشانِ عبرت کے لئے محفوظ رکھنا (یونس ۱۰ آیت ۹۰۔ ۹۲)

حالانکہ یہ لاش انیسویں صدی کے آخر میں دریافت ہوئی۔

☆ ... رحمِ مادر کے اندر انسان کی پیدائش کے مختلف مدارج (العلق ۹۶۔ آیت ۲' مؤمنون ۲۳۔ آیت ۱۳)

اس موضوع پر قرآن مجید میں متعدد آیات موجود ہیں۔

حیرت انگیز طور پر اِس دور میں آکر رحمِ مادر کے اندر جن تخلیقی یا پیدائشی مدارج کو Microscopic کیمروں کے ذریعے سے فلمایا گیا ہے' وہ قرآنی آیات کے عین مطابق ہیں۔ بلکہ دنیا کے مشہور ترین Dr KeethMoore, Embryologist کے مطابق قرآن اس علم میں وقت سے آگے ہے۔ قرآن کے مطابق "علقہ" Embryo

(Leech like Clot) کی دوسری stage میں بالکل جونک کی طرح ہوتا ہے' ڈاکٹر کیتھ مُور نے اسے بالکل درست پایا اور ایک ٹی وی انٹرویو میں یہ اعتراف کیا کہ قرآن حکیم میں اس علم کی موجودگی کی صرف ایک توجیہہ ہو سکتی ہے اور وہ یہ کہ قرآن اللہ کی طرف سے نازل کردہ کتاب ہے۔ اس نے اپنی کتاب "Before We are Born" جو کہ کینیڈا کی مختلف یونیورسٹیوں میں پڑھائی جاتی ہے' کو بھی اس قرآنی بیان کے مطابق تبدیل کر دیا۔

قرآن حکیم میں اس قسم کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ کیا جدید سائنس نے (ورثے میں ملے ہوئے عقیدے کے طور پر نہیں بلکہ) شعوری طور پر یہ یقین کرنا آسان نہیں کر دیا کہ اس کائنات کو بنانے والی ایک ذی شعور ہستی موجود ہے اور یہ قرآن اس ہستی کا پیغام ہے جو اس نے ہماری رہنمائی کے لئے ہم تک پہنچایا ہے۔ وگرنہ جن حقائق سے اب پردہ اٹھ رہا ہے' ان کی خبر نہایت صاف' واضح الفاظ میں چودہ سو سال پہلے کی کسی پرانی کتاب میں کیونکر موجود ہو سکتی تھی! (واضح رہے کہ ان حقائق کو ثابت کرنے کے لئے اس کتاب کی آیات کی کھینچ تان کر کوئی Interpretation ہرگز نہیں کی گئی' اس بات کی تصدیق بغیر کسی تردّد کے ہو سکتی ہے کیونکہ بائبل کے برعکس قرآن ایک زندہ زبان میں ہے جسے آج بھی تقریباً ۲۰ کروڑ انسان بولتے ہیں اور کروڑوں وہ بھی ہیں جو اگرچہ عربی بولتے نہیں لیکن لکھ پڑھ سکتے ہیں)

یہ سائنسی علم جو انسان نے صدیوں کی مشقتوں اور تحقیق کے بعد حاصل کیا ہے' کیسے ممکن ہے کہ چودہ سو سال پہلے کا کوئی انسان اُسے Pre-empt کر لے یا اس کا ادراک کر سکے' اور پھر اُسے دنیا کے سامنے ایسی کتاب کی صورت میں پیش کرے جس کے متعلّق اس کے مصنّف کا چیلنج ہے کہ اس کی کوئی بھی statement کسی بھی زمانہ میں غلط ثابت نہیں کی جا سکتی۔

ذرا غور کریں! کیا کوئی بھی انسان' چاہے اس زمانے کا آئن سٹائن اور نیوٹن ہو یا ۴۰۰ سال قبل مسیح کا ارسطو' بطلیموس' یا افلاطون' دنیا جہاں کے موضوعات مثلاً Zoology Cosmology, Psychology, Geophysics, Botany, Embryology, Astronomy, وغیرہ وغیرہ کے متعلق صدیوں بعد کی ڈویلپمنٹ کا ادراک کر کے اپنی

کتاب میں ایسے چیلنج کے ساتھ پیش کر سکتا ہے؟؟۔۔۔۔ ہم جتنا بھی اس موضوع پر غور کرلیں اس کی کوئی انسانی Explanation ممکن نہیں!

> ہم اپنی نشانیاں آفاق (Cosmos) میں اور ان کی اپنی ذات میں دکھاتے جائیں گے۔ یہاں تک کہ ان پر بالکل واضح ہو جائے گا کہ یہ قرآن سچ ہے۔
>
> (حم السجدہ ۴۱ - آیت ۵۳)

کیا ہم تعلیم یافتہ لوگ اس لحاظ سے خوش نصیب نہیں کہ ہم اپنے علم کے ذریعے دو اور دو چار کی طرح اس نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں کہ اگر چودہ سو سال قبل دی گئیں قرآن کی یہ خبریں درست ہیں تو وہ خبریں بھی یقیناً درست ہیں جو اس وقت ہمارے حواس کے دائرے میں نہیں آ رہیں۔

قرآن خبر دے رہا ہے کہ جنّت اور جہنّم حقیقی اور واقعی ہیں' یہ محض استعارے نہیں۔ قرآن خبر دے رہا ہے کہ سزا جسمانی ہوگی اور جزا بھی جسمانی ہوگی۔ قرآن خبر دے رہا ہے کہ وہاں ہم سب باقاعدہ ایک دوسرے سے مل سکیں گے' ایک دوسرے سے بات چیت کر سکیں گے' حتّیٰ کہ ایک مرحلے پر جنّتی اور جہنّمی بھی ایک دوسرے سے بات چیت کر سکیں گے۔

قرآن خبر دے رہا ہے کہ اے انسانو! یہ دنیا تمہارا گھر نہیں بلکہ یہ دارالامتحان یا Place of duty ہے' اِسے دائمی گھر سمجھ لوگے تو مارے جاؤ گے۔ یہ زندگی تو محض تھوڑی دیر کی آزمائش اور امتحان ہے' گویا بالفاظ دیگر تھوڑی دیر کا ڈرامہ ہے' اگر ڈائریکٹر نے اچھا رول دیا ہے تو اُس کا زیادہ شکر ادا کرو۔ قرآن ہی خبر دے رہا ہے کہ اصل زندگی تو لون کے پردے کے پیچھے آخرت کی زندگی ہے جو باقاعدہ جسم کے ساتھ ہوگی' جو ہمارا یہ جسم نہ ہوگا بلکہ اِس جیسا نیا جسم ہمیں عطا کیا جائے گا۔

غور کریں تو جسم تو انسان کا کبھی ایک سا نہیں رہتا۔ جو جسم ہمارا بچپن میں ہوتا ہے وہ اس سے مختلف ہوتا ہے جو جوانی میں ہوتا ہے۔ اسی طرح بڑھاپے میں ہمارا جسم جوانی سے مختلف ہوتا ہے۔ بلکہ اب تو جدید سائنس نے ثابت کر دیا ہے کہ ہمارے جسموں کے خلیات (cells) ہر وقت بنتے اور مرتے رہتے ہیں اور کچھ ہی عرصے میں پورے کے پورے جسم کے (cells) نئے ہو جاتے ہیں یعنی پورے کا پورا جسم نیا ہو جاتا ہے۔

(جاری ہے)